عشقِ مصطفےٰ کی چاشنی سے بھرپور ایمان افروز بیان

عشقِ رسول



شمعِ رسالت کے پروانے 4

آستینوں کو چھری سے کاٹ لیا 14

محبت کے اسباب 22

محبت کی علامات 33

اتباعِ رسول اور امیرِ اہلسنت 35

ساداتِ کرام سے عقیدت کی وجہ 44

سادات کے لئے دوگنا حصہ 45

پیش کش: مرکزی مجلسِ شوریٰ

(دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط
اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

عشقِ رسول[1]

درود شریف کی فضیلت

نبیِ رحمت، شفیعِ امت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ رحمت ہے: جو کوئی مجھ پر ایک مرتبہ دُرودِ پاک پڑھتا ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔[2]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

آزادی ٹھکرانے والا غلام

اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا خدیجہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا نے دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بَحر و بَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سے نکاح کے بعد اپنے غلام حضرت سیِّدُنا زید بن حارِثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو پیارے آقا صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خِدمت میں بطورِ

---

1 . . . مبلغ دعوتِ اسلامی و نگرانِ مرکزی مجلسِ شوریٰ حضرت مولانا حاجی ابو حامد محمد عمران عطاری مُدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی نے یہ بیان ۳ ذوالقعدۃ الحرام ۱۴۳۳ ہجری بمطابق 20 ستمبر 2012 عیسوی بروز اتوار عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ بابُ المدینہ کراچی میں فرمایا۔ ضروری ترمیم و اضافے کے بعد ۱۵ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۳۵ ہجری بمطابق 11 اکتوبر 2014 عیسوی کو تحریری صورت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ (شعبہ رسائلِ دعوتِ اسلامی مجلس المدینۃ العلمیۃ)

2 . . . سنن نسائی، کتاب السھو، باب الفضل فی الصلاۃ علی النبی، ص ۲۲۲، حدیث: ۱۲۹۴

تحفہ پیش کر دیا، ایک بار ان کے والد اور چچا فِدیہ کی رقم لے کر ان کو غلامی سے چھڑانے کی خاطر مکۂ مکرّمہ آئے اور حُسنِ اَخلاق کے پیکر، مَحبوبِ رَبِّ اَکبر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خِدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: اے عبدُ المطّلِب کی اولاد اور سردارِ قوم کے بیٹے! آپ حرمِ پاک کے رہنے والے ہیں، قیدیوں کو رہا کراتے اور انہیں کھانا کھلاتے ہیں۔ ہمارا بیٹا آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کا غلام ہے اور ہم اسی کے سلسلے میں آپ کے پاس حاضر ہوئے ہیں ہم پر احسان فرماتے ہوئے فِدیہ قبول کریں اور اس کو رِہا کر دیں بلکہ جو فدیہ ہو اس سے زِیادہ لے لیں۔ محسنِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اگر یہی بات ہے تو اس کو بلاؤ اور اسی کو اختیار دے دو، اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو فدیہ دیئے بغیر اسے لے جاسکتے ہو اور اگر وہ میرے پاس رہنا پسند کرے تو بخدا جو مجھے پسند کرے میں اس کے بدلے فدیہ پسند نہیں کروں گا۔ اُنہوں نے خوش ہو کر عرض کی: آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ہمارے ساتھ بہت انصاف فرمایا ہے۔ اس کے بعد نبیِ اَکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بلایا اور پوچھا: کیا تم ان دونوں کو پہچانتے ہو؟ عرض کی: جی ہاں! یہ میرے والد اور چچا ہیں۔ سردارِ دوجہان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: تم یہ بھی جانتے ہو کہ میں کون ہوں اور میری صحبت بھی ملاحظہ کر چکے ہو، اب تمہیں اِختیار ہے، چاہو تو میرے پاس رہ جاؤ اور چاہو تو ان کے ساتھ چلے جاؤ۔

سَیِّدُنا زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: حُضُور! میں آپ کے مقابلے میں بھلا کس کو اختیار کر سکتا ہوں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم میرے لئے باپ کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی جگہ بھی۔ ان کے والد اور چچا نے کہا: زید! بڑے افسوس کی بات ہے، کیا تم غلامی کو آزادی پر ترجیح دوگے...؟ کیا باپ، چچا اور سب گھر والوں کو چھوڑ کر غلام رہنا پسند کرو گے؟ حضرت زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے (حُضُور عَلَیْہِ الصَّلوٰۃُ وَالسَّلَام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا: میں نے ان میں ایسی خوبی دیکھی ہے کہ میں ان کے مقابلے میں کسی کو بھی پسند نہیں کر سکتا۔ جب حُضُورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے یہ جواب سنا تو زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو حطیمِ کعبہ کے پاس لائے اور وہاں موجود لوگوں کے سامنے فرمایا: گواہ ہو جاؤ کہ زید میرا بیٹا ہے۔ حضرت زید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے والد اور چچا نے یہ منظر دیکھا تو بہت خُوش ہوئے اور انہیں پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس ہی چھوڑ کر چلے گئے۔ (1)

جنت بھی لینے آئے تو چھوڑیں نہ یہ گلی
موتھ پھیر بیٹھیں ہم تری دیوار کی طرف

(ذوقِ نعت، ص ۹۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرت سیِّدُنا زید بن حارثہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بے چین دلوں کے چین، رَحمتِ کونین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

1 ... الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، زید بن حارثۃ، ۲/ ۴۹۵

سے بے پناہ محبت کے سبب آپ سے جدائی اور دوری گوارانہ کی اور اپنے اہلِ خانہ اور عزیز و اَقارب کے بجائے پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی قربت وصحبت اختیار کرنے ہی کو ترجیح دی کیونکہ محبتِ رسول ہے ہی ایسی انمول نعمت کہ جسے نصیب ہو جائے اسے دنیا کی کسی بھی چیز کی طلب نہیں رہتی۔ صرف زید بن حارثہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہی نہیں بلکہ سبھی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سرکارِ دوعالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے حد درجہ محبت رکھتے تھے۔ آیئے شَمعِ رسالت کے اُن پروانوں کے عشقِ نبی اور تعظیمِ مُصطفوی کی کچھ جھلکیاں مُلاحظہ کیجئے۔

شمعِ رسالت کے پروانے

صُلحِ حُدَیْبِیہ کے سال قریش نے حضرت سَیِّدُنا عُروہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو (جو ابھی ایمان نہ لائے تھے) شہنشاہِ دو عالم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس بھیجا، انہوں نے دیکھا کہ آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب وضو فرماتے تو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے اس قدر تیزی سے بڑھتے کہ یوں معلوم ہوتا جیسے ایک دوسرے سے لڑ پڑیں گے۔ جب لعابِ مبارک ڈالتے یا ناک صاف کرتے تو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اسے ہاتھوں میں لے کر (بطورِ تبرّک) اپنے چہرے اور جسم پر مَل لیتے، آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم انہیں کوئی حکم دیتے تو فوراً تعمیل کرتے اور جب گفتگو فرماتے تو آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے خاموش رہتے اور ازراہِ تعظیم آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتے۔

جب حضرت سَیِّدُنا عُروہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اہلِ مکہ کے پاس واپس گئے تو ان سے کہا: اے گروہِ قریش! میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں بھی گیا ہوں لیکن خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کی اُس کی قوم میں ایسی شان و شوکت اور قدر و منزلت نہیں دیکھی جیسی شان (حضرت) محمد (مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی ان کے صحابہ (عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان) میں دیکھی ہے۔ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان نے عشقِ رسول سے سرشار ہو کر جس شاندار انداز میں اپنے آقا و مولیٰ، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے اپنی محبت و عقیدت کا اظہار کیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ ان حضرات نے اپنے کردار سے رہتی دنیا تک کے مسلمانوں کو یہ بتادیا کہ ایک امتی کو اپنے نبی صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کیسا تعلق اور کیسا عشق ہونا چاہئے۔ اُن نُفُوسِ قُدسِیہ نے اپنی خواہشات، گھربار، مال و اسباب، یہاں تک کہ اولاد اور اپنی جان سے بھی بڑھ کر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت کو اپنے دل میں بسائے رکھا۔

محبّتِ رسول اصلِ ایمان ہے

صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان کے اس بے مثال جذبۂ عشقِ رسول کو سامنے رکھتے ہوئے ہر امتی پر حق ہے کہ وہ محبوبِ دوجہاں، سرورِ کون و مکاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات کو سارے جہان سے بڑھ کر محبوب رکھے کیونکہ ان کی محبت ہی ہمارے

---

1 ...شفا، فصل فی عادۃ الصحابۃ فی تعظیمہ، ۲/۳۸

ایمان کی بنیاد ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِیْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ اﰳقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۠ ﴿۲۴﴾

ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (پ۱۰، التوبۃ: ۲۴)

صدرُ الافاضل حضرت علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیمُ الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: دین کے محفوظ رکھنے کے لئے دنیا کی مَشَقَّت برداشت کرنا مُسلمان پر لازم ہے اور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) اور اس کے رسول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم) کی اطاعت کے مقابل دنیوی تعلقات کچھ قابلِ اِلتفات نہیں اور خدا اور رسول کی محبت ایمان کی دلیل ہے۔

معلوم ہوا کہ رحمتِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے محبت بندۂ مومن کے ایمان کی بنیاد ہے بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ سرورِ کونین، رحمتِ دارین صَلَّی اللہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کو اپنی جان سے بھی بڑھ کر محبوب و عزیز رکھے ورنہ اس کا ایمان نامکمل ہے۔ جیسا کہ

حضرت سَیِّدُنا عبدُ اللّٰہ بن ہِشَام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا کہ ہم رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ تھے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم حضرت سَیِّدُنا عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ تھامے ہوئے تھے، حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عرض کی: یا رسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ مجھے میری جان کے علاوہ ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ سرورِ دوعالَم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قُدرت میں میری جان ہے جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ حضرت فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عرض کی: اللّٰہ کی قسم! اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ اس پر سرکار صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اے عمر! اب (تمہارا ایمان کامل ہوا)(1)

مَحَبَّتِ رسول خونی رشتوں سے بڑھ کر ہے

یادرکھئے! ایمانِ کامل کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ مسلمان کے نزدیک سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات تمام رشتے ناتوں سے بڑھ کر محبوب ہو۔ نبیِ

1۔۔۔بخاری، کتاب الایمان والنذور، باب کیف کانت۔۔۔الخ، ۴/۲۸۳، حدیث: ۶۶۳۲

کریم، رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔(1)

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کے اس فرمانِ مبارک کو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے مکمل طور پر اپنے اوپر نافذ کر لیا تھا۔ جیسا کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا علیُّ المرتضیٰ، شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے کسی نے سوال کیا کہ آپ لوگ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے کیسی محبت کرتے ہیں؟ تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: کَانَ وَاللّٰہِ اَحَبُّ اِلَیْنَا مِنْ اَمْوَالِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاٰبَائِنَا وَاُمَّھَاتِنَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَی الظَّمَاءِ، خدا کی قسم! رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمیں اپنے مال، اپنی اولاد، ماں باپ اور سخت پیاس کے وقت ٹھنڈے پانی سے بھی بڑھ کر محبوب ہیں۔(2)

محمد ہے متاعِ عالَمِ ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، جان، مال، اولاد سے پیارا

سُبْحٰنَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان عشقِ رسول کے کس اعلیٰ مقام پر فائز تھے کہ انہیں اپنی جان، مال اور قریبی رشتوں سے بھی زیادہ عزیز نبیِ کریم،

1...بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول...الخ، ۱/۱۷، حدیث: ۱۵

2...شفا، القسم الثانی، الباب الاول، فصل فیما روی عن السلف والائمة، الجزء الثانی، ص ۲۲

رَءُوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات ہوا کرتی بلکہ اُن نُفُوسِ قُدسِیّہ کا حال تو یہ تھا کہ موت کی آغوش میں پہنچ کر بھی اُنہیں جانِ کائنات فخرِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم ہی کی فکر دامن گیر رہتی۔ آیئے اس ضمن میں ایک انتہائی ایمان افروز واقعہ مُلاحظہ کیجئے۔

سَیِّدُنا صدّیقِ اکبر عاشقِ اکبر ہیں

آغازِ اسلام میں جب صحابۂ کرام کی تعداد اڑتیس ہو گئی تو حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے سرکارِ دوعالم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سے اعلان و اظہارِ اسلام کے لئے اجازت طلب کی اور اِصرار فرماتے رہے یہاں تک کہ حُضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے اظہارِ اسلام کی اجازت مرحمت فرما دی۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صدّیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ لوگوں کو خطبۂ اسلام دینے کے لئے کھڑے ہوئے، پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ اس طرح آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف بلانے والے پہلے خطیب کا شرف حاصل ہوا۔ مُشرِکینِ مکّہ نے جب مسلمانوں کو کھلم کھلا دعوتِ اسلام دیتے دیکھا تو اُن کا خون کھول اٹھا اور وہ حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ و دیگر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں مارنا پیٹنا شروع کر دیا، صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو بھی نہایت بری طرح مارا حتیٰ کہ عتبہ بن ربیعہ نامی خبیث آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قریب آیا اور اپنے ناپاک

جوتے آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کے مبارک چہرے پر مارنے لگا اور آپ کے پیٹ پر چڑھ کر اچھل کود کرنے لگا یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہوگئے، زخموں کی وجہ سے آپ کا چہرہ پہچانا نہیں جاتا تھا۔ جب آپ کے قبیلے بَنُو تَیم کے لوگوں کو پتا چلا تو وہ دوڑتے ہوئے آئے اور آپ کو مشرکین سے چُھڑا کر گھر لے گئے، آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی تشویشناک حالت دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا کہ زندہ نہ رہ پائیں گے۔ آپ کے والد ابو قُحافہ اور بَنُو تَیم کے لوگ بہت پریشان تھے اور مسلسل آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے گفتگو کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ بالآخر دن کے آخری حصے میں آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کو ہوش آ گیا۔ لیکن ہوش میں آتے ہی زبان سے پہلا جملہ یہ نکلا کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کس حال میں ہیں؟ آپ کی یہ بات سن کر قبیلے کے کئی لوگ ناراض ہو کر چلے گئے۔ آپ کی والدہ جب کچھ کھانے پینے کے لئے کہتیں تو آپ صرف ایک ہی جملہ کہتے: رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کس حال میں ہیں؟ مجھے صرف ان کی خبر دو۔ جب آپ کو یہ خبر ملی کہ رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم خیریت سے ہیں اور دارِ اَرْقَم میں تشریف فرما ہیں تو آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس وقت تک نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا جب تک اپنے محبوب آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کو بذاتِ خود دیکھ نہ لوں۔ جب سب لوگ چلے گئے تو آپ کی والدہ اور اُمِّ جمیل بنتِ خطّاب آپ کو سہارا دے کر شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی بارگاہ میں لے گئیں۔ جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے

عاشقِ زار کو دیکھا تو آبدیدہ ہوگئے اور آگے بڑھ کر انہیں تھام لیا اور ان کے بوسے لینے لگے۔ یہ منظر دیکھ کر تمام مسلمان بھی فرطِ جذبات میں آپ کی طرف لپکے۔ زخموں سے چور صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو دیکھ کر حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر بڑی رقت طاری ہوئی، اس پر آپ نے عرض کی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں ٹھیک ہوں بس چہرہ تھوڑا زخمی ہو گیا ہے۔(1)

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ عاشقِ اکبر کی وارفتگی، جانثاری اور عشقِ رسول کا یہ بے مثال منظر چشمِ فلک نے شاید ہی کہیں اور دیکھا ہوگا اسی لئے تو دنیا انہیں امامِ عشق و محبت مانتی ہے۔ قیامت تک جب بھی رسولِ مُحْتَشَم، تاجدارِ عرب و عجم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کے عُشّاق کا ذکر ہوگا تو اس میں سب سے پہلا نام حضرت سَیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہوگا جنہوں نے اپنے محبوب آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا۔ چنانچہ،

صدّیق کیلئے ہے خدا اور رسول بس

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان سے ارشاد فرمایا کہ اپنا مال راہِ خدا میں جہاد کے لئے صدقہ کرو۔ اس فرمانِ عالیشان کی تعمیل میں صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے حسبِ توفیق اپنا مال راہِ خدا میں جہاد کے لئے تصدُّق کیا۔ حضرت سَیِّدُنا عثمان ذُوالنّورین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دس

1...تاریخ مدینۃ دمشق، ۳۰/۴۹، ملخصاً

ہزار مجاہدین کا ساز و سامان تصدُّق کیا اور دس ہزار دینار خرچ کئے اس کے علاوہ نو سو اونٹ اور سو گھوڑے معہ ساز و سامان پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کے فرمان پر لَبَّیک کہتے ہوئے پیش کر دیئے۔ چنانچہ،

حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس بھی مال تھا میں نے سوچا حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ہر دفعہ ان معاملات میں مجھ سے سبقت لے جاتے ہیں اس بار زیادہ سے زیادہ مال صدقہ کر کے ان سے سبقت لے جاؤں گا۔ چنانچہ وہ گھر گئے اور گھر کا سارا مال اکٹھا کیا اس کے دو حصے کئے ایک گھر والوں کے لئے چھوڑا اور دوسرا حصہ لے کر بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیا۔ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے استفسار فرمایا: اے عمر! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کے آئے ہو؟ عرض کیا: یا رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم! آدھا مال گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ اتنے میں عاشقِ اکبر، یارِ غارِ مصطفٰے حضرت سَیِّدُنا ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ اپنا مال لے کر بارگاہِ رسالت میں اس طرح حاضر ہوئے کہ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک بالکل سادہ سی قبا پہنی ہوئی ہے جس پر ببول کے کانٹوں کے بٹن لگائے ہوئے ہیں۔ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اِستِفسار فرمایا: اے ابو بکر! گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟ بس! محبوب کا یہ پوچھنا تھا کہ گویا عاشقِ صادق کا دل عشق و محبت کی مہک سے جھوم اٹھا، فوراً ہی سمجھ گئے کہ بات کچھ اور ہے، کیونکہ

محبوب تو جانتا ہے کہ میرے عاشقِ صادق نے تو اس وقت بھی اپنی جان، مال، آل، اولاد سب کچھ قربان کر دیا تھا جب مکۂ مکرّمہ میں حمایت کرنے والے نہ ہونے کے برابر تھے بلکہ اکثر لوگ جانی دشمن بن گئے تھے اور محبوب کے کلام کو کیوں نہ سمجھتے کہ یہ تو وہ عاشق تھے جو ہر وقت اس موقع کی تلاش میں رہتے تھے کہ بس محبوب کچھ مانگے تو سہی! سب کچھ قدموں میں لاکر قربان کر دیں:

کیا پیش کریں جاناں کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے

یہ تو وہ عاشق صادق تھے جنہوں نے کبھی اپنے مال کو اپنا سمجھا ہی نہیں، بلکہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا اسے محبوب کی عطا سمجھتے اور کیوں نہ سمجھتے کہ:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

فوراً سمجھ گئے کہ محبوب کی چاہت کچھ اور ہے غالباً محبوب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اے میرے عاشق! میں تو تیرے عشق کو جانتا ہوں، آج دنیا کو بتا دے کہ عشق کسے کہتے ہیں، بس آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے محبت بھرے لہجے میں یوں عرض کیا: یَا رَسُوْلَ اللہ! اَبْقَیْتُ لَهُمُ اللهَ وَرَسُوْلَه یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم! میں اپنے گھر کا سارا مال لے کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں اور گھر والوں کے لئے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے۔ حضرت سَیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے اور کہنے لگے کہ میں کبھی بھی ابو بکر صدیق سے آگے

نہیں بڑھ سکتا۔

پروانے کو چراغ تو بلبل کو پھول بس
صدّیق کے لئے ہے خدا اور رسول بس(1)

فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا عشقِ رسول

حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حیاتِ مبارکہ بھی عشقِ رسول کی تجلّیات سے منوّر نظر آتی ہے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا اسلم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ جب دو عالم کے مالِک و مختار، مکی مَدَنی سرکار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کا ذکر کرتے تو (عشقِ رسول سے بے تاب ہو کر) رونے لگتے اور فرماتے: خاتَمُ المرسلین، رحمۃٌ للعالمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم تو لوگوں میں سب سے زیادہ رحم دل اور یتیم کیلئے والد کی طرح، بیوہ عورت کے لئے شفیق گھر والے کی طرح اور لوگوں میں دلی طور پر سب سے زیادہ بہادر تھے، وہ تو نکھرے نکھرے چہرے والے، مہکتی خوشبو والے اور حَسَب کے اعتبار سے سب سے زیادہ مکرّم تھے، اوّلین و آخرین میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی مِثل کوئی نہیں۔(2)

آستینوں کو چُھری سے کاٹ لیا

حضرت سَیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے نئی قمیص پہنی تو چھری منگوائی اور

---

1 . . . فیضانِ صدیق اکبر، ص ۲۶۹

2 . . . جمع الجوامع، ۱۰/۱۲، حدیث: ۳۳

فرمایا: اے بیٹے! اس کی لمبی آستینوں کو سرے سے پکڑ کر کھینچو اور جہاں تک میری انگلیاں ہیں ان کے آگے سے کپڑا کاٹ دو۔ سَیِّدُنا عبدُ اللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسے کاٹا تو وہ بالکل سیدھا نہیں بلکہ اوپر نیچے سے کٹا۔ میں نے عرض کی: ابا جان! اگر اسے قینچی سے کاٹا جاتا تو بہتر رہتا؟ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: بیٹا! اسے ایسے ہی رہنے دو کیونکہ میں نے محبوبِ دو جہاں، سرورِ کون و مکاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کو ایسے ہی کاٹتے دیکھا تھا۔ اس لئے میں نے بھی چھری سے آستینیں کاٹ دیں۔ امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے آستین کاٹنے کے بعد کُرتے کی حالت یہ تھی کہ اس سے بعض دھاگے باہر نکل نکل کر آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے قدموں کے بوسے لیتے رہتے تھے۔[1]

بیان کردہ روایت اتّباعِ رسول کے ساتھ ساتھ فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی حضورِ اقدس عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے بے پناہ محبت کو بھی بیان کر رہی ہے۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو میٹھے میٹھے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی ذات اور ان سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے پیار تھا، آپ کی دلی آرزو تھی کہ مجھے موت بھی اُس شہر میں آئے جہاں میرے محبوب آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم آرام فرما ہیں تا کہ مرنے کے بعد بھی ان کا قُرب حاصل ہو سکے اسی لئے آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ یہ دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

---

1 ... مستدرک حاکم، کتاب اللباس، کان نبی اللّٰہ ... الخ، ۵/۲۷۵، حدیث: ۷۴۹۸

وَسَلَّم اے اللہ عَزَّوَجَلَّ تو مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب کر اور اپنے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے شہر میں مجھے موت دے۔[1]

یہ دعا قبول ہوئی اور آپ نے مدینہ منورہ میں شہادت پائی۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ساڑھے دس سال مَنْصَبِ خِلافت پر مُتَمَکِّن رہے اور ایسے ایسے شاندار کارنامے انجام دیئے جنہیں آج بھی پوری انسانیت یاد کرتی ہے۔ یقیناً یہ سب عشقِ رسول ہی کا فیضان ہے۔ عشق نے فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے لئے سب منزلیں آسان کر دیں اور بڑے سے بڑے معرکے عشق کے فیضان سے سر ہوتے گئے۔

جب عشق سکھاتا ہے آدابِ خود آگاہی
کُھلتے ہیں غلاموں پہ اسرارِ شہنشاہی

آقا سے پہلے طواف نہ کیا

حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بھی اپنی پوری زندگی عشقِ رسول میں ڈوب کر گزار دی۔ ایک بار تو آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے عشق و محبت کی ایسی انوکھی مثال قائم کی کہ زمانے کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ چنانچہ،

چھٹی ہجری میں رسولِ کریم، رءوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ہمراہ عمرہ ادا کرنے کے لئے مکۂ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے، جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حُدیبیہ پہنچے تو قریش آپ کی تشریف آوری سے گھبرا

---

1 . . . بخاری، کتاب فضائل المدینة، باب کراھیة النبی . . . الخ، ۱/۶۲۲، حدیث: ۱۸۹۰

گئے۔ایسے حالات میں سَیِّدِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کو قریش کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ انہیں جا کر بتاؤ کہ ہم لڑنے نہیں بلکہ عمرہ ادا کرنے آئے ہیں۔جب آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مکہ پہنچے تو حُدیبیہ میں موجود صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کہنے لگے کہ عثمان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ خوش نصیب ہیں، انہیں بیتُ اللہ کے طواف کی سعادت نصیب ہو چکی ہو گی۔یہ سُن کر محبوبِ دوجہان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میرا انہیں خیال کہ ہم یہاں ہوں اور عثمان ہمارے بغیر طواف کرلے۔جب حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ مکہ سے واپس تشریف لائے تو صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے پوچھا: اے ابوعبداللہ! (یہ عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی کنیت تھی) آپ نے طوافِ کعبہ کی سعادت تو حاصل کرلی ہو گی؟ تو اُس عشق ووفا کے پیکر نے جواب دیا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے اگر میں پورا سال مکۂ مکرّمہ زَادَھَا اللّٰہُ شَرَفًا وَّ تَعْظِیْمًا میں ٹھہرا رہتا اور پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم حُدیبیہ میں ہوتے تب بھی میں اس وقت تک بیتُ اللہ شریف کا طواف نہ کرتا جب تک کہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم طواف نہ کرلیتے۔ہاں قریش نے مجھے طواف کرنے کا کہا تو تھا مگر میں نے انکار کر دیا۔[1]

سُبْحٰنَ اللہ عَزَّوَجَلَّ! آقا ہوں تو ایسے اور غلام ہو تو ایسا، یقیناً یہ حضرت سَیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کا بے پناہ عشقِ رسول تھا کہ کفار نے آپ کو تنہا طواف کرنے

1 . . . دلائل النبوۃ، باب ارسال النبی . . . الخ، ۴/۱۳۳-۱۳۴، ملخصاً

کی پیشکش کی مگر آپ نے جواب دیا: میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا کہ اپنے پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کے بغیر طواف کرلوں اور پیارے آقا، دو عالم کے داتا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کو بھی اپنے عاشقِ باصفا پر پورا اعتماد تھا کہ عثمانِ غنی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ میرے بغیر طواف نہیں کریں گے۔

آقا کا نام نہیں مٹاؤں گا

حُدیبیہ میں صلح نامہ لکھتے وقت حضرت سَیِّدُنا علی المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم نے جس والہانہ انداز میں سرورِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سے اپنی بے پناہ محبت کا اظہار کیا وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ چنانچہ جب رسولِ کریم، رؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم اور قریش کے نمائندے سُہیل بن عَمْرو کے درمیان صلح کی شرائط پر اتفاق ہو گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے معاہدہ کی دستاویز لکھنے کیلئے حضرت سَیِّدُنا علیُّ المرتضٰی کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم کو بلایا اور ارشاد فرمایا: لکھو "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" اس پر سہیل نے کہا کہ ہم اسے نہیں جانتے آپ "بِاسْمِكَ اللّٰھُمَّ" لکھئے۔ نبیِ کریم، رؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کے حکم پر حضرت سَیِّدُنا علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے یہی الفاظ لکھ دیئے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: لکھو: ھٰذَا مَا صَالَحَ عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ سُھَیْلَ بْنَ عَمْرٍو یعنی یہ وہ شرائط ہیں جن پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے رسول حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی سہیل بن عمرو کے ساتھ صلح ہو چکی ہے۔ اس پر بھی سہیل کہنے لگا کہ رسولُ اللہ کے الفاظ نہ لکھئے کیونکہ اگر ہمیں آپ کی

رسالت پر یقین ہوتا تو پھر ہمارے اور آپ کے درمیان کوئی جھگڑا ہی نہ ہوتا، آپ ایسا کیجئے کہ اس کے بجائے صرف اپنا اور اپنے والد کا نام لکھ دیجئے۔ رسولِ اکرم، نورِ مجسّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے اس کی یہ بات بھی قبول فرمائی اور حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے فرمایا کہ رسول اللہ کے الفاظ مٹا دو۔ لیکن قربان جایئے حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کے عشقِ رسول پر کہ عرض کرنے لگے یا رسول اللہ میں آپ کے نامِ مُبارک کو ہرگز نہیں مٹا سکتا۔ بالآخر نبیِ کریم، رؤوف رّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم نے خود ہی رسولُ اللہ کی جگہ محمد بن عبد اللہ لکھ دیا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ یہ روشن اور دَرَخْشَندہ ستارے جن کی چمک دمک سے پورا عالم جگمگا رہا ہے ان کے دل محبتِ رسول سے کس قدر روشن تھے، عشقِ رسول کی چاشنی ان کی رگ و جاں میں اس قدر سرایت کر چکی تھی کہ انہیں محبوب آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی ذات سے بڑھ کر کوئی چیز عزیز نہ تھی۔ یہ حضرات عشقِ رسول میں نہ صرف اپنا مال و دولت لُٹایا دیا کرتے تھے بلکہ حالتِ جنگ میں اپنی جانوں کی پروا کئے بغیر سَیّدِ عالم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلِہٖ وسلَّم کی حفاظت کیلئے اپنی جان کی بازی بھی لگا دیتے اور اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلِہٖ وسلَّم کے جسمِ نازنین کیلئے خود کو ڈھال بنا کر کفار کی طرف سے ہونے والے تیروں کے حملے اپنے جسموں پر سہتے ہوئے جامِ شہادت نوش کر جاتے۔ اے کاش! ہم بھی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ

1 . . . الکامل فی التاریخ، ذکر عمرۃ الحدیبیۃ، ۸۹/۲، ملخصاً

الرِّضْوَان کی سیرتِ حَسَنہ پر عمل کرکے سرکارِ مدینہ، سُرورِ قلب و سینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کے سچے عاشق بن جائیں اور آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی محبت میں آپ کی ناموس پر جان ومال قربان کرنے والے بن جائیں۔ آیئے! ذرا جنگِ اُحُد کے اُس خونریز معرکے کے احوال ملاحظہ کیجئے جب اسلام کے عظیم مجاہدین اپنی محبوب ہستی کے دِفاع کے خاطر اپنی جان کے نذرانے پیش کرتے رہے، عشق انہیں آزماتا رہا اور وہ وفاشِعار سُرخُرُو ہوتے رہے۔

غزوۂ اُحد کے جاں نثار صحابہ

صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کے جاں نثارانہ جذبات کا ظہور سب سے زیادہ غزوۂ اُحُد میں ہوا، اس غزوہ میں ایک مقام پر رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ صرف سات انصاری اور دو قریشی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان رہ گئے۔ اس حالت میں کفار نے آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر گھیرا تنگ کردیا، آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان جاں نثاروں سے مخاطب ہو کر فرمایا: جو اُن بدبختوں کو ہم سے دور ہٹائے گا اس کے لئے جنت ہے۔ ایک انصاری صحابی فوراً آگے بڑھے اور کفار سے لڑتے ہوئے آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر قربان ہوگئے۔ اس طرح ایک ایک صحابی آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر اپنی جان قربان کرتا جاتا، یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے ساتوں انصاری صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان جامِ شہادت نوش کرگئے۔ (1)

---

1 ...مسلم، کتاب الجھاد والسیر، باب غزوۃ احد، ص۹۸۹، حدیث: ۱۷۸۹، ملخصاً

حُسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب
(حدائقِ بخشش، ص۵۸)

انہی صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان میں حضرت سیّدُنا ابوطلحہ اور حضرت سیّدُنا سَعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہما بھی شامل تھے جو انتہائی جاں نثاری کے ساتھ کفارِ بد اطوار سے نَبَرْد آزمار ہے۔ حضرت سَیّدُنا سَعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے میرے سامنے اپنا تَرْکش بکھیر دیا، اور فرمایا کہ تیر پھینکو، میرے ماں باپ تم پر قربان۔(1)

حضرت سَیّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ اُحد میں حضرت سَیّدُنا ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ڈھال لے کر آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے سراپا ڈھال بنے ہوئے تھے، حضرت سَیّدُنا ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ زبردست تیز اندازی کرنے والے تھے اس روز تو (آپ کے ہاتھوں) دو تین کمانیں بھی ٹوٹ گئیں، جب کوئی شخص تیروں سے بھرا ترکش لے کر وہاں سے گزرتا تو حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ والسَّلام فرماتے: یہ تیر ابوطلحہ کے سامنے ڈال دو۔ حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ جب مدینے کے تاجدار، دو عالم کے مالک و مختار صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم گردن اٹھا کر کفار کی طرف دیکھتے تو حضرت سَیّدُنا ابوطلحہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ عرض کرتے: میرے ماں باپ آپ پر قربان! گردن اُٹھا کر نہ دیکھیں، کہیں کوئی تیر نہ لگ جائے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

1...بخاری، کتاب المغازی، باب اذھمت طائفتان منکم...الخ، ۳/۳۷، حدیث: ۴۰۵۵

عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم پر قربان ہونے کے لئے خادم کا گلا موجود ہے۔[1] حضرت سَیِّدُنا قیس بن ابو حازم فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ غزوۂ اُحد میں پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کا دِفاع کرتے کرتے حضرت ابو طلحہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا ہاتھ شَل ہوچکا تھا۔[2]

اس غزوہ میں حضرت سیّدُنا شمّاس بن عثمان رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی جاں نثاری کا یہ عالم تھا کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم دائیں بائیں جس طرف بھی نظر اٹھا کر دیکھتے، انہیں تلوار کے ساتھ موجود پاتے، انہوں نے خود کو آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ڈھال بنا رکھا تھا یہاں تک کہ زخموں سے چور ہو کر ایک دن اور ایک رات کے بعد شہید ہوگئے۔[3]

مَحَبَّت کے اسباب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب و سینہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے عشق و محبت، تعظیم و توقیر اور جذبۂ جاں نثاری سے سرشار صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے ان واقعات کو پڑھ کر یقیناً ہر مسلمان کے دل میں عشقِ رسول کی شمع فروزاں ہوجاتی ہے۔ یاد رکھئے! انسان کو اگر کسی سے محبت ہوتی ہے تو محبوب کے کسی خاص وصف کی وجہ سے ہوتی ہے اور اسی خوبی و کمال کے سبب وہ اس کی طرف

---

1 . . . بخاری، کتاب المغازی، باب اذھمت طائفتان منکم . . . الخ، ۳/۳۸، حدیث: ۴۰۶۴

2 . . . بخاری، کتاب المغازی، باب اذھمت طائفتان منکم . . . الخ، ۳/۳۸، حدیث: ۴۰۶۳

3 . . . الطبقات الکبری، تذکرۃ شماس بن عثمان رضی اللہ عنہ، ۳/۱۸۶، ملخصاً

مائل ہوتا ہے، پھر رفتہ رفتہ اس کے عشق میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ نبیِ کریم، رؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ کریم تو ہر عیب سے پاک اور بے شمار خوبیوں کی مالک ہے۔ اللہ تبارک و تعالٰی نے آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو وہ تمام اوصاف و کمالات بدرَجۂ اَتَمّ عطا فرمائے جن کی وجہ سے محبت ہونی چاہیے۔ لٰہذا صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کی حضور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت آپ کی ذاتِ طیبہ میں موجود تمام خوبیوں اور اچھی صفات کی بنا پر تھی۔ آیئے! مدینے کے تاجدار، دوعالَم کے مُختار صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اُن اعلٰی صفات کے بارے میں سنتے ہیں جنہوں نے عرب کے صحرا نشینوں کو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کا دیوانہ بنا دیا تھا اور ساتھ ہی محبت کے چند اسباب بھی ملاحظہ فرمایئے۔

(1) حُسن وجمال

محبت کا ایک سبب حسن و جمال ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حُضُورِ اقدس صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو جس طرح کمالِ سیرت میں تمام اَوَّلین و آخرین سے مُمتاز کیا اسی طرح جمالِ صورت میں بھی بے مثل و بے مثال پیدا فرمایا۔ آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات حسن و جمال کا وہ پیکر تھی کہ جس کے دیدار سے مرجھائی کلیاں کِھل اُٹھتیں، افسُردَہ دل چَین پاتے اور آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں، آپ کی ذات تو مَنْبَعِ حسن و جمال ہے کہ چاند و سورج بھی آپ سے روشنی کی بھیک مانگتے ہیں۔

نور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مہر و ماہ
اُٹھتی ہے کس شان سے گردِ سواری واہ واہ

پیارے آقا صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے حسن وجمال کو صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان سے زیادہ کون جان سکتا ہے کہ جو ہمہ وقت جمالِ نبوت کی تجلّیات سے فیض یاب ہوا کرتے تھے۔ آیئے اس ضمن میں تین اقوال ملاحظہ کیجئے۔

1. حضرت سیّدُنا براء بن عازب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ فرماتے ہیں: کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اَحۡسَنَ النَّاسِ وَجۡھًا وَاَحۡسَنَہٗ خَلۡقًا یعنی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ واٰلہٖ وسلَّم صورت میں بھی اور خِلقت میں بھی تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔[1]

2. اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدَتُنا عائشہ صدّیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہا فرماتی ہیں: کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم اَحۡسَنَ النَّاسِ وَجۡھًا وَاَنۡوَرَھُمۡ لَوۡنًا یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سب سے زیادہ خُوبصورت اور خُوش رنگ تھے۔ مزید فرماتی ہیں: لَمۡ یَصِفۡہُ وَاصِفٌ قَطُّ اِلَّا شَبَّہَ وَجۡھَہٗ بِالۡقَمَرِ لَیۡلَۃَ الۡبَدۡرِ یعنی جس نے بھی آپ کی توصیف بیان کی اس نے آپ کو چودھویں کے چاند سے تشبیہ دی، وَکَانَ عَرَقُہٗ فِیۡ وَجۡھِہٖ مِثۡلَ اللُّؤۡلُؤِ اور آپ کا مبارک پسینہ تو آپ کے چہرۂ انور میں موتیوں کی طرح معلوم ہوتا تھا۔[2]

3. حضرت سیّدُنا کعب بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہ فرماتے ہیں: وَکَانَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اِسۡتَنَارَ وَجۡھُہٗ حَتّٰی کَاَنَّہٗ قِطۡعَۃُ قَمَرٍ یعنی جب رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم خُوش ہوتے تو چہرۂ انور خوشی سے دَمک اُٹھتا اور

---

1 . . . بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی، ۲/۴۸۷، حدیث: ۳۵۴۹

2 . . . خصائص کبری، باب الآیۃ فی عرقہ الشریف، ۱/۱۱۵

یوں معلوم ہوتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔[1]

یہ جو مہر و مہ پہ ہے اطلاق آتا نور کا
بھیک تیرے نام کی ہے اِستِعارہ نور کا

یاد رہے! صحابۂ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان نے نبیِ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جس حسن و جمال کو چاند سورج سے تشبیہ دی ہے یہ آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا کامل حُسن و جمال نہیں تھا اگر آپ عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا حُسنِ کامل لوگوں پر ظاہر ہو جاتا تو آنکھیں اسے دیکھنے کی طاقت نہ رکھتیں۔ جیسا کہ

علّامہ زُرقانی قُدِّسَ سِرُّہُ النُّوۡرَانِی امام قُرطبی عَلَیۡہِ رَحمَۃُ اللہِ الۡقَوِی سے نقل فرماتے ہیں: حُضُورِ اقدس صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا تمام تر حُسن و جمال ہم پر ظاہر نہیں ہوا، اگر آپ کا کامل حُسن ہم پر ظاہر ہو جاتا تو ہماری آنکھیں اُس جلوۂ زیبا کو دیکھنے کی تاب نہ لاتیں۔[2]

اک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالَم کو
وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

(2) علم

محبت کا ایک سبب علم بھی ہے کیونکہ انسان کسی کے علم سے متاثر ہو کر بھی اس کی محبت کا گرویدہ ہو جاتا ہے اور اس کی علمیت کا چرچا کرتے نہیں تھکتا، ہر محفل میں

1 . . . بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی، ۲ /۴۸۸ حدیث: ۳۵۵۶

2 . . . زرقانی علی المواھب، المقصد الثالث، الفصل الاول فی کمال خلقتہ . . . الخ، ۵/ ۲۴۱

اس کے گُن گاتا ہے۔ ہمارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات میں یہ وصف بھی کامل طور پر موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مَاکَانَ وَمَایَکُوْنُ کا علم عطا فرمایا، یعنی جو ہو چکا ہے اور جو ہو گا وہ سب آپ صَلَّی اللّٰہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عِلْمِ غیب کے ذریعے جانتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ (پ۵، النسآء: ۱۱۳)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیرِ خازن میں تین اقوال مذکور ہیں۔

(۱) شریعت کے احکام اور دین کی باتیں سکھائیں۔ (۲) آپ کو عِلْمِ غیب کی وہ باتیں بتائیں جو آپ نہیں جانتے تھے۔ (۳) آپ کو چُھپی چیزیں سکھائیں اور دلوں کے راز پر مطلع فرمایا اور منافقین کے مکر و فریب آپ کو بتا دیئے۔ (1)

ایک اور مقام پر رسولوں کو عِلْمِ غیب عطا کئے جانے کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ (پ۴، آل عمران: ۱۷۹)

ترجمۂ کنز الایمان: اور اللہ کی شان یہ نہیں اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

صدر الافاضل حضرت علّامہ مولانا سَیِّد محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ

1 . . . تفسیر خازن، پ۵، النسآء، تحت الآیۃ ۱۱۳، ۱/۴۲۹

اللّٰہِ الْھَادِی اس آیتِ مُبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: تو ان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سیّدِ انبیا، حبیبِ خدا صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم رسولوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں اس آیت سے اور اس کے سوا بکثرت آیات و حدیث سے ثابت ہے کہ اللّٰہ تعالٰی نے حضور عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو غُیُوب کے عُلُوم عطا فرمائے اور غُیُوب کے علم آپ کا معجزہ ہیں۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نِہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں دُرود

(3) جُود وسَخا

جود و سخاوت بھی محبت کا ایک سبب ہے کیونکہ یہ ایسی خوبی ہے کہ جس انسان میں بھی پائی جائے لوگ متاثر ہو کر اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں اور اس کی محبت کے سحر میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ مبارکہ میں سخاوت کا وصف بدرَجۂ اَتَمّ موجود تھا بلکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم تو منبعِ جود و سخاوت ہیں۔ چنانچہ

حضرت سیِّدُنا جابر بن عبدُ اللّٰہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں: حضور صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے کبھی کسی مانگنے والے کو انکار نہیں فرمایا خواہ وہ کتنی ہی بڑی چیز کا سوال کیوں نہ کرے۔ (1)

واہ کیا جود و کرم ہے شہِ بَطحا تیرا نہیں سُنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

1 . . . شفا، فصل واما الجود والکرم . . . الخ، ۱/۱۱۱

حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی سخاوت کسی سائل کے سوال ہی پر محدود و مُنْحَصِر نہیں تھی بلکہ بن مانگے بھی آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے لوگوں کو اس قدر مال عطا فرمایا کہ دنیائے سخاوت میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بہت بڑے دشمن اُمَیَّہ بن خلف کافر کا بیٹا صفوان بن اُمَیَّہ جب حاضرِ دربار ہوا تو آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کو اتنی کثیر تعداد میں اونٹوں اور بکریوں کا ریوڑ عطا فرما دیا کہ دو پہاڑیوں کے درمیان کا میدان بھر گیا۔ چنانچہ صفوان مکہ جا کر چلاّ چلاّ کر اپنی قوم سے کہنے لگا کہ اے لوگو! دامنِ اسلام میں آجاؤ محمد (صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم) اس قدر زیادہ مال عطا فرماتے ہیں کہ فقیری کا کوئی اندیشہ ہی باقی نہیں رہتا۔ پھر اس کے بعد صفوان خود بھی مسلمان ہو گئے۔[1]

دھارے چلتے ہیں عطا کے وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے وہ ہے ذَرّہ تیرا
(حدائقِ بخشش ص۱۵)

(4) زُہد و تقویٰ

زہد و تقویٰ کے سبب بھی انسان لوگوں کا محبوب بن جاتا ہے۔ عبادت و ریاضت، تقویٰ و طہارت، نیکی و پارسائی کے آثار جس شخص میں پائے جائیں لوگ اسے پسند کرتے ہیں اور سرورِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو سیّدُ المُتَّقِین ہیں، آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم دن بھر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہنے کے ساتھ ساتھ ساری

1 . . . سیرتِ مصطفٰے، ص ۶۲۴

رات قیام میں بسر فرماتے جس کی وجہ سے آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدمَیْن شریفَیْن ورم کر آتے۔

حضرت سیِّدُنا مُغیرہ بن شُعبہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبیِ رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اتنی لمبی نماز ادا فرماتے کہ مبارک قدموں میں ورم آجاتا یا ان میں زخم ہو جاتے اور جب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سے اس بارے میں عرض کی جاتی (کہ اتنی مشقت کس لئے؟) تو ارشاد فرماتے: کیا میں اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟[1] یہاں تک کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے خود ہی بکمالِ محبت ارشاد فرمایا:

طٰهٰ ۝۱ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى ۝۲ (پ۱۶، طٰہٰ: ۱،۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔

صدرُ الاَفاضِل حضرت علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیمُ الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الہَادِی اس آیتِ کریمہ کا شانِ نُزول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: سَیِّدِ عالَم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم عبادت میں بہت جُہْد (کوشش) فرماتے تھے اور تمام شب قیام میں گزارتے یہاں تک کہ قدم مبارک وَرَم کر آتے۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازِل ہوئی اور جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے حاضر ہو کر بحکمِ الٰہی عرض کیا کہ اپنے نفسِ پاک کو کچھ راحت دیجئے اس کا بھی حق ہے۔

لطفِ بیداریِ شب پہ بے حد دُرود عالَمِ خوابِ راحت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص۳۰۷)

---

1 ... بخاری، کتاب الرقاق، باب الصبر عن محارم الله، ۴/۲۳۹، حدیث: ۶۴۷۱

(5) شفقت ورحم دلی

شفقت ورحم دلی بھی لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کرنے کا ایک سبب ہے۔ شفقت و مہربانی ہر غمزدہ شخص کے لئے تسکین اور ہر ٹوٹے دل کے زخموں کا مرہم ہوتی ہے اس لئے رحم دل انسان لوگوں کے دل میں گھر کر جاتا ہے۔ اور حضور جانِ عالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو تمام جہانوں کے لئے رحمت اور تمام مؤمنین پر مشفق و مہربان ہیں۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾ (پ۱۱، التوبۃ:۱۲۸)

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان۔

ایک اور مقام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنے محبوب کی نرم دلی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۪ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

ترجمۂ کنزالایمان: تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تُند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے تو تم انہیں معاف فرماؤ اور ان کی شفاعت کرو۔ (پ۴، آل عمران:۱۵۹)

سرورِ کونین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نہ صرف انسانوں پر رحم و کرم فرمانے والے ہیں بلکہ آپ جانوروں پر بھی بے انتہا شفقت فرمایا کرتے کیونکہ آپ تمام جہانوں

کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں۔ چنانچہ

ایک بار حضورِ اقدس صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ موجود تھا۔ جب اس نے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کو دیکھا تو ایک دم بلبلانے لگا اور اس کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے قریب جا کر اس کے سر اور کنپٹی پر اپنا دستِ شفقت پھیرا تو وہ خاموش ہو گیا۔ پھر آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے دریافت فرمایا کہ اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ یہ کس کا اونٹ ہے؟ تو ایک انصاری نے آکر عرض کی یا رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! یہ میرا ہے، آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کیا تم ان جانوروں کے معاملے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نہیں ڈرتے جن کا اس نے تمہیں مالک بنایا ہے۔ اس اونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس کی طاقت سے زیادہ کام لیتے ہو۔(1)

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں اس تبسّم کی عادت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش، ص ۳۰۳)

(6) حُسنِ اَخلاق

محبت کے دیگر اسباب کی طرح حُسنِ اخلاق بھی ایک ایسا خوبصورت وصف ہے جو لوگوں کے دل جیت لیتا ہے۔ انسان اچھے اخلاق کی بدولت لوگوں کو اپنا دیوانہ بنا لیتا ہے حتی کہ بعض اوقات دشمن بھی انسان کے حُسنِ اخلاق سے متاثر ہو کر گہرا دوست

1 . . . ابوداؤد، کتاب الجهاد، باب ما یؤمر به من القیام . . . الخ، ۳/۳۲، حدیث: ۲۵۴۹

بن جاتا ہے۔ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ بابرکت میں اسقدر حُسنِ اخلاق موجود تھا کہ قرآنِ کریم نے آپ کے خُلقِ عظیم کو ان الفاظ میں بیان فرمایا:

وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝۴ ترجمۂ کنز الایمان: اور بے شک تمہاری خو بوبڑی شان کی ہے۔ (پ۲۹، القلم: ۴)

صدرُ الاَفاضِل حضرت علّامہ مولانا سَیِّد محمد نعیمُ الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی فرماتے ہیں: اُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سیّدِ عالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا خُلق قرآن ہے۔ حدیث شریف میں ہے، سیّدِ عالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰی نے مجھے مکارِمِ اخلاق و محاسنِ افعال کی تکمیل و تتمیم کے لئے مبعوث فرمایا۔

حضرت سَیِّدُنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما فرماتے ہیں: رسولِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نہ تو فحش گو تھے اور نہ ہی بد کلامی کرنے والے تھے اور فرمایا کرتے تھے، تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔[1]

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تِری خِلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا ترے خالقِ حُسن و ادا کی قسم
(حدائقِ بخشش، ص۸۰)

معلوم ہوا کہ سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی ذاتِ مبارکہ میں وہ تمام خوبیاں اور تمام اوصاف و کمالات بدرَجۂ اَتَمّ موجود ہیں جن کی وجہ سے محبت کی جاتی

1 . . . بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم، ۲/۴۸۹ حدیث: ۳۵۵۹

ہے اسی لئے کائنات کاذرہ ذرہ ان کی محبت کی خوشبو سے مہک رہا ہے۔ جن وانس، شجر وحجر، نباتات وحیوانات سبھی ان کے عشق سے معمور ہیں اور سارا عالَم ان کی چاہت کی روشنی میں نہایا ہوا ہے۔

مَحبّت کی علامات

یاد رکھئے جس طرح محبت کے کچھ اسباب ہوتے ہیں جو دل میں اتر کر محبوب سے بے پناہ چاہت پر ابھارتے ہیں اسی طرح محبت کی کچھ علامات بھی ہیں جنہیں ایک عاشقِ صادق کے عشق ومحبت کی دلیل سمجھا جاتا ہے نیز ان علامات کو دیکھ کر دوسروں کو یقین ہو جاتا ہے کہ واقعی یہ شخص فلاں سے بیحد محبت کرتا ہے۔ مثلاً محبت کرنے والا ہر معاملے میں اپنے محبوب کی اطاعت کرتا ہے، ہر وقت اس کے ذکر سے اپنی زبان تر رکھتا ہے، اس کی پسند کو اپناتا اور جو چیز اسے ناپسند ہو اس سے دور رہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یقیناً ہر مسلمان حضورِ اکرم، نورِ مُجسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے بے پناہ عشق کا دعویدار ہے مگر یاد رکھئے! یہ دعویٰ اسی صورت میں سچا مانا جاسکتا ہے جب محبت کی علامات بھی پائی جائیں لہٰذا ہمیں دعویٔ مَحبّت کے ساتھ ساتھ یہ بھی غور کرنا چاہئے کہ ہمارے اندر محبوبِ دوجہاں، سرورِ کون ومکاں صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت کی یہ نشانیاں موجود بھی ہیں یا ہماری محبت فقط دعوے کی حد تک محدود ہے۔

(1) اطاعت واتّباع

محبت کی اَوّلین علامت محبوب کی اِطاعت واِتّباع ہے اس لئے ہر اُمّتی پر حق ہے

کہ محبوبِ دوجہان، سرورِ ذیشان صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جس بات کا حکم ارشاد فرمادیا اُس پر عمل پیرا ہو اور اس کی ذرہ برابر مخالفت کا تصور بھی ذہن میں نہ لائے، اتباعِ رسول کا تقاضا ہے کہ ہر مسلمان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی سنّتوں پر عمل کرتے ہوئے زندگی بسر کرے یقیناً آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک زندگی ہمارے لئے بہترین نمونہ عمل ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ترجَمۂ کنزالایمان: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے۔ (پ۲۱، الاحزاب:۲۱)

صَدرُ الافاضل حضرت علّامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدّین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْهَادِی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ان کا اچھی طرح اتباع کرو اور دینِ الٰہی کی مدد کرو اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کا ساتھ نہ چھوڑو اور رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی سُنَّتوں پر چلو یہ بہتر ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت پر ایسے لوگوں کو بطورِ انعام انبیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام صدیقین و شہدا کی مصاحبت عطا کی جائے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ

ترجَمۂ کنز الایمان: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے

رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ (پ۵، النساء: ۶۹) ساتھی ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی اطاعت و فرماں برداری کے لئے صحابۂ کرام کا طرزِ عمل اپنانا چاہئے کیونکہ نبی کریم، رؤوفٌ رَّحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی فرمانبرداری کا بہترین نمونہ یقیناً صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ہی ہیں۔ یہ حضرات اطاعت کے کس اعلیٰ مقام پر فائز تھے اس کا اندازہ اس روایت سے لگایئے۔

حضرت سَیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے ہے۔ آپ نے اس کے ہاتھ سے انگوٹھی نکال کر پھینک دی اور فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کے انگارہ کو اپنے ہاتھ میں ڈالے؟ حضور صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے تشریف لے جانے کے بعد لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ تو اپنی انگوٹھی اٹھالے اور (اس کو بیچ کر) اس سے نفع حاصل کرلے۔ تو اس نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! جب رسول اللہ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس انگوٹھی کو پھینک دیا تو اب میں اس انگوٹھی کو کبھی بھی نہیں اٹھا سکتا۔ (1)

اتّباعِ رسول اور امیرِ اہلسنّت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قربان جایئے اطاعتِ رسول کے ایسے بے مثال

---

1 . . . مشکاۃ المصابیح، کتاب اللباس، باب الخاتم، ۲/۴۸۱، حدیث: ۴۳۸۵

جذبے پر جو نہ صرف قابلِ رشک ہے بلکہ قابلِ تقلید بھی ہے۔یاد رکھئے! پیارے آقا مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم سے محبت کے لئے ان کا اتباع نہایت ضروری ہے۔لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی حضورِ اکرم،نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی سچی محبت نصیب ہو جائے تو ہمیں چاہئے کہ کسی ایسے عاشقِ صادق کی صحبت اختیار کریں جو نہ صرف خود سنتوں کا پیکر ہو بلکہ ہمیں بھی راہِ سنت پر چلا کر منزلِ عشق تک پہنچا دے۔اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ موجودہ دور میں شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی ذات میں اتباعِ رسول اور احیاءِ سنّت کا جو عظیم جذبہ ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ نہ صرف خود سنّتوں پر عمل کرتے ہیں بلکہ دیگر مسلمانوں کو بھی اتباعِ سنّت کے زیور سے آراستہ کرنے میں ہمہ تن مصروفِ عمل ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اتباعِ سنت کے سانچے میں سر تا پاڈھلی ہوئی آپ کی شخصیت کو دیکھ کر لاکھوں افراد متاثر ہوئے اور اس کے نتیجے میں سر پر عمامہ کا تاج، چہرے پر داڑھی اور بدن پہ سنتوں بھرا لباس سجا کر نہ صرف عاشقانِ رسول کی صف میں شامل ہو گئے بلکہ نماز،روزے اور شرعی احکامات کے پابند بھی بن گئے۔امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ بسا اوقات ایسی ایسی سنّتوں پر عمل کر لیتے ہیں کہ دیکھنے والے حیران رہ جاتے ہیں۔چنانچہ دعوتِ اسلامی کی مطبوعہ 88 صفحات پر مشتمل کتاب ”تعارُفِ امیرِ اہلسنّت“ کے صفحہ 38 پر ہے: آپ دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ اتباعِ سنّت کی نیت سے کبھی فرش پر لیٹتے ہیں تو کبھی چٹائی پر۔ آپ نے اپنے سونے کے

لئے نہ تو اپنے گھر میں کوئی گدیلا رکھا ہے نہ ہی پلنگ، البتہ جب کسی کے گھر تشریف لے جاتے ہیں اور وہاں اگر سونے کی نوبت آتی ہے تو میزبان جس قسم کا بچھونا پیش کرتا ہے اسی پر آرام فرمالیتے ہیں۔اس میں بھی اتباعِ سنت ہی کی جلوہ نمائی ہے کیونکہ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے کبھی بچھونے میں عیب نہیں نکالا۔[1]

الغرض آپ کے شب وروز کے معمولات میں اتباعِ رسول کی ہی جھلک نظر آتی ہے جو کہ یقیناً پیارے آقا صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سے والہانہ عشق و محبت کی دلیل ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کے صدقے ہمیں بھی اپنے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی ایسی ہی سچی محبت اور ان کی اطاعت نصیب فرمائے۔ آمین

(2) تعظیم وتکریم

محبت کی ایک بہت بڑی علامت محبوب کی تعظیم و تکریم کرنا ہے۔نہ صرف یہ محبت کی علامت ہے بلکہ اس کا لازمی حصہ بھی ہے جس کے بغیر محبت کا دعویٰ سراسر جھوٹا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے وہ خود بھی اس کی تعظیم کرتا ہے اور دوسروں سے بھی اسی کی توقع رکھتا ہے حتی کہ اگر کوئی شخص اس کے محبوب کی بے ادبی وتوہین کر بیٹھے تو وہ بے اختیار آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ یہ تو عام محبوب کی بات ہے جبکہ سرورِ عالم نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم تو کائنات کے

1 . . .وسائل الوصول، الباب الثالث، الفصل الثانی فی صفة فراشه . . . الخ، ص ۱۲۳

ساتھ ساتھ خود خالقِ کائنات عَزَّوَجَلَّ کے بھی محبوب ہیں اسی لئے ان کی تعظیم وتوقیر کا حکم خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے دیا ہے۔ چُنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ (پ۲۶، الفتح:۹) ترجَمۂ کنزالایمان: اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے:

وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ﴿۳۲﴾ (پ۱۷، الحج: ۳۲) ترجَمۂ کنز الایمان: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیز گاری سے ہے۔

فقیہِ مِلّت حضرت مُفتی جَلالُ الدِّین اَمجدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی اپنی کتاب ''تعظیمِ نبی'' کے صفحہ 18 پر اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: جس کے دل میں تَقْویٰ اور پرہیز گاری ہوگی وہ شَعَائِرُ اللہ کی تعظیم کرے گا اور شَعَائِرُ اللہ کے معنٰی ہیں ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دِین کی نشانیاں'' اور سرکارِ اَقدس عَلَیْہِ السَّلَام اللہ تعالیٰ کے دِین کی نشانیوں میں سے عَظِیم تَرین نشانی ہیں تو وہ ساری نشانیوں میں سب سے زِیادہ تعظیم کے مستحق ہیں اور آیتِ مُبارکہ میں اس بات کا واضح اِشارہ ہے کہ جو لوگ حضور صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی تعظیم کا اِنکار کرتے ہیں وہ اگرچہ بظاہر اچھے نظر آتے ہوں مگر ان کے قُلوب تقویٰ وپرہیز گاری سے خالی ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! محبوبِ دوجہاں، سرورِ کون و مکاں صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سے محبت اور ان کی تعظیم صرف جاندار ہی نہیں درخت پہاڑ وغیرہ بے جان چیزیں بھی کرتی ہیں جیسا کہ حضرت سَیِّدُنا علیُّ المُرتَضٰی کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ مدینے کے تاجوَر، سُلطانِ بحر وبر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ

وسلَّم کے ساتھ مکہ مکرمہ میں ایک طرف کو نکلا تو میں نے دیکھا کہ جو بھی درخت اور پہاڑ سامنے آتا اُس سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ کی آواز آتی۔ (1) اسی طرح اُحد پہاڑ کے بارے میں تو خود سرورِ ذیشان، محبوبِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کا فرمانِ محبت نشان ہے: هٰذَا اُحُدٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهٗ یہ اُحد پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ (2)

(3) کثرتِ ذکر

محبت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ بندہ جس سے محبت کرتا ہے بات بات پر اس کا ذکر کرتا ہے کیونکہ اسے محبوب کے ذکر سے لذّت ملتی ہے۔ ایک روایت میں ہے: مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ، یعنی جو شخص کسی سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ (3) چونکہ ہمارے عشق ومحبت کا مرکز سرورِ کائنات صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی ذاتِ مبارکہ ہے اس لئے ہمیں کثرت سے اُن کا ذکر کرنا چاہیے۔ ذکرِ رسول وہ بابرکت وظیفہ ہے جس میں عُشّاق کے دلوں کی تسکین بھی ہے، اظہارِ محبت بھی ہے اور نیکیوں کا خزانہ بھی۔ اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ محبوبِ دوجہاں، سرورِ کون ومکاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وسلَّم کی ذاتِ طیبہ پر زیادہ سے زیادہ درود وسلام پڑھا جائے۔

1... ترمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی آیات اثبات نبوۃ... الخ، ٣٥٩/٥، حدیث: ٣٦٤٦

2... بخاری، کتاب المغازی، باب ۔ ٨٣، ١٥٠/٣، حدیث: ٤٤٢٢

3... کنز العمال، کتاب الاذکار، الباب الاول فی الذکر وفضیلتہ، ٢١٧/١، حدیث: ١٨٢٥

مُحَقِّق عَلَی الاِطلاق حضرت سیِّدُنا شیخ عبد الحق مُحدِّث دہلوی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ارشاد فرماتے ہیں: جب بندۂ مومن ایک بار دُرُود شریف پڑھتا ہے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس پر دس بار رَحمت بھیجتا ہے، (دس گُناہ مٹاتا ہے) دس دَرَجات بُلَند کرتا ہے، دس نیکیاں عطا فرماتا ہے، دس غلام آزاد کرنے کا ثواب اور بیس غَزوات میں شُمولیت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ دُرُودِ پاک سبَبِ قُبولیّتِ دُعا ہے، اِس کے پڑھنے سے شَفاعَتِ مصطفٰے واجب ہو جاتی ہے۔ پیارے آقا، مدینے والے مصطفٰے صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا بابِ جنَّت پر قُرب نصیب ہو گا، دُرُودِ پاک تمام پریشانیوں کو دُور کرنے کے لئے اور تمام حاجات کی تکمیل کے لئے کافی ہے، دُرُودِ پاک گناہوں کا کفارہ ہے، صدقے کا قائم مَقام بلکہ صدقے سے بھی اَفضل ہے۔ (1)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی کس قدر خوش نصیبی کی بات ہے کہ ہم گناہگاروں کے دامن اُس محبوب کی محبت سے مالا مال ہیں جن کی نہ صرف ذات بابرکت ہے بلکہ ان کا ذکر بھی دنیا و آخرت کی سعادت مندیوں کا مجموعہ ہے، اُس شخص کی خوش بختی کی کوئی انتہا نہیں جس کا دل یادِ مصطفٰے اور زبان ذکرِ مصطفٰے میں مشغول رہتی ہو اور ذکرِ محبوب کی لذت نے اسے ساری دنیا کی محبتوں سے بے نیاز کر دیا ہو۔

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ، مجھے کام اپنے ہی کام سے
تیرے ذکر سے تری فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے

1 . . . جذب القلوب، ص ۲۲۹

(4)شوقِ دیدار

محبت کی ایک علامت محبوب کے دیدار کا شوق بھی ہے۔ محبت کرنے والے کی دلی خواہش ہوتی ہے کہ میرا محبوب میری آنکھوں کے سامنے ہر وقت موجود رہے اور لمحہ بھر کے لئے بھی مجھ سے جدا نہ ہو۔ یہی حال سرورِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کے عشاق کا ہے کہ ان کی آنکھیں ہر لمحہ زیارتِ رسول کی مُشتاق رہتی ہیں۔ کوئی عاشقِ رسول ایسا نہیں جس کے دل میں دیدارِ رسول کی تمنا نہ مچلتی ہو۔ صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان بھی ہر وقت جلوۂ جاناں سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کیا کرتے تھے، چاہے حالات کیسے بھی ہوتے مگر چہرۂ مصطفٰے کی ایک جھلک ان کے دلوں میں ہزاروں مسرتیں بکھیر دیتی۔

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ زیارتِ رسول کے وقت اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اِنِّیْ اِذَا رَأَیْتُكَ طَابَتْ نَفْسِیْ وَ قَرَّتْ عَیْنِیْ یعنی جب میں آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی زیارت سے مشرف ہوتا ہوں تو دل خوشی سے جھومنے لگتا ہے اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں۔(1)

واقعی یہ ایک حقیقت ہے کہ جب ایک عاشقِ صادق اپنے محبوب کا دیدار کرتا ہے تو اس کی بے قراریوں کو قرار مل جاتا ہے کیونکہ اس کے دل کی راحت دیدارِ محبوب ہی میں مضمر (پوشیدہ) ہوتی ہے جیسا کہ،

---

1 . . . مسند امام احمد، ۳/ ۱۵۱ حدیث: ۷۹۳۷

ایک شخص جانِ کائنات، فخرِ موجودات صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر آپ صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا اس طرح دیدار کیا کرتا کہ پلک تک نہ جھپکاتا۔ نبیِ کریم، رؤوف رَّحیم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اس طرح دیکھنے کا سبب کیا ہے؟ عرض کی: آقا میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کے چہرۂ انور کی زیارت سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔ (1)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(5) محبوب کے دوستوں سے محبّت

محبت کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ محبت کرنے والا اپنے محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر شے سے محبت کرتا ہے نیز اس کے دل میں محبوب کے دوستوں اور اس کے اہلِ خانہ کی عقیدت بھی گھر کر جاتی ہے لہٰذا اگر کوئی مسلمان حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سے تو بے پناہ محبت کا دعویٰ کرتا ہے مگر آپ کی آل و اصحاب سے بُغض رکھتا ہے تو وہ اپنے دعوئ محبت میں نہ صرف جھوٹا ہے بلکہ نارِ دوزخ کا حقدار ہے کیونکہ نبیِ کریم، رؤوف رَّحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے خود اپنے پیارے صحابۂ کرام واہلِ بیتِ عِظام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن سے محبت رکھنے کی فضیلت اور ان سے بُغض رکھنے کی وعید بیان فرمائی ہے آیئے اس ضمن میں 3 روایات مُلاحظہ کیجئے۔

1. حضرت سیِّدُنا عبدُاللہ بن مُغَفَّل رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ نبیِ رحمت، شفیعِ اُمّت صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: میرے صحابہ کے بارے میں اللہ

1 … شفا، الفصل الثانی فی ثواب محبتہ، ۲/ ۲۰

تعالیٰ سے ڈرو، انہیں میرے بعد اپنے کلام کا نشانہ نہ بنانا، جس نے اُن سے محبت کی اس نے میری خاطر اُن سے محبت کی اور جس نے اُن سے بغض رکھا اس نے میرے ساتھ بغض کی وجہ سے ایسا کیا۔ جس نے انہیں اذیت پہنچائی اس نے مجھے اذیت پہنچائی اور جس نے مجھے اذیت پہنچائی اس نے بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ کو اذیت پہنچائی (ناراض کیا) اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچائی تو عنقریب وہ اس کی پکڑ فرمائے گا۔(1)

2. حضرت سیِّدُنا انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، شَہَنشاہِ ابرار صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: مَنْ اَحْسَنَ الْقَوْلَ فِیْ اَصْحَابِیْ فَقَدْ بَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ، جس نے میرے اصحاب کے مُتَعَلِّق اچھی بات کہی تو وہ نفاق سے بَری ہو گیا، وَمَنْ اَسَاءَ الْقَوْلَ فِیْ اَصْحَابِیْ کَانَ مُخَالِفًا لِسُنَّتِیْ، جس نے میرے اَصحاب کے مُتَعَلِّق بُری بات کہی تو وہ میرے طریقے سے ہٹ گیا، وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَبِئْسَ الْمَصِیْرُ، اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور کیا ہی بُری جگہ ہے پلٹنے کی۔(2)

3. حضورِ اکرم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے حَسَنَیْن کرِیْمَیْن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُما کے ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ جس شخص نے مجھ سے، ان دونوں سے اور ان کے والد و والدہ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔(3)

---

1 . . . ترمذی کتاب المناقب، باب فی من سب اصحاب النبی، ۵/۴۶۳، حدیث: ۳۸۸۸

2 . . . الریاض النضرۃ، ذکر ما جاء فی الحث علی حبھم والاحسان الیھم . . . الخ، ۱/۲۲

3 . . . مسند امام احمد، من مسند علی بن ابی طالب، ۱/۱۶۸، حدیث: ۵۷۶

اہلسنّت کا ہے بیڑا پار، اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسولُ اللہ کی
(حدائقِ بخشش، ص ۱۵۳)

ساداتِ کرام سے عقیدت کی وجہ

یاد رہے کہ صحابہ و اہلِ بیت رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے علاوہ سادات کرام بھی سرورِ عالَم، نورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نسبت اور ان کا جُز ہونے کی وجہ سے تعظیم و توقیر کے مستحق ہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولٰینا شاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فتاوٰی رضویہ جلد 22 صَفْحَہ 423 پر فرماتے ہیں: سیِّد سنّیُ المذہب کی تعظیم لازِم ہے۔ ساداتِ کرام کی انتہائے نَسب حُضُور سَیِّدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر ہے، (یعنی ان کے جدِّ اعلیٰ تو مکی مَدَنی مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہیں) اس فَضلِ انتِساب (یعنی اِس شَرَفِ نسبت) کی تعظیم (عام سے مسلمان تو کیا) ہر مُتَّقِی پر (بھی) فرض ہے (کیوں) کہ وہ اس (سیِّد صاحب) کی تعظیم نہیں (بلکہ خود) حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی تعظیم ہے۔ نیز فتاوٰی رضویہ جلد 29 صَفْحَہ 587 پر سَیِّد زادوں سے اپنی ذاتی عقیدت کا اظہار نہایت عاجزی کے ساتھ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: یہ فقیر ذلیل بحمدہٖ تعالیٰ حضراتِ ساداتِ کرام کا ادنیٰ غلام و خاکِ پا ہے۔ ان کی محبت و عظمت ذریعۂ نجات و شفاعت جانتا ہے۔

تیری نَسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا
(حدائقِ بخشش، ص ۲۴۶)

سادات کے لئے دوگنا حصہ

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مَلِکُ العُلَماء حضرت علّامہ مولانا ظَفَرُ الدّین محدّث بہاری عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْبَارِی اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی ساداتِ کرام سے محبت و عقیدت کا ایک واقعہ نقل کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: حضور (اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن) کے یہاں مجلسِ میلادِ مبارک میں ساداتِ کرام کو بہ نسبت اور لوگوں کے دوگنا حصہ بروقتِ تقسیمِ شیرینی (شیرینی تقسیم ہوتے وقت) ملا کرتا تھا اور اسی کا اتباع اہلِ خاندان بھی کرتے ہیں۔ ایک سال بموقع بارہویں شریف ربیع الاوّل ہجوم میں سَیِّد محمود خاں صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کو خلافِ معمول اکہرا (ایک) حصہ یعنی دو تشتریاں شیرینی کی بلا قصد پہنچ گئیں۔ موصوف خاموشی کے ساتھ حصہ لے کر سیدھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور کے یہاں سے آج مجھے عام حصہ ملا۔ فرمایا سَیِّد صاحب تشریف رکھئے اور تقسیم کرنے والے کی فوراً طلبی ہوئی، اور سخت اظہارِ ناراضی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ابھی ایک سینی (تھال) میں جس قدر حصے آسکیں بھر کر لاؤ۔ چنانچہ فوراً تعمیل ہوئی۔ سَیِّد صاحب نے عرض بھی کیا کہ حضور میرا یہ مقصد نہ تھا ہاں قلب (دل) کو ضرور تکلیف ہوئی جسے برداشت نہ کرسکا۔ فرمایا: سَیِّد صاحب! یہ شیرینی تو آپ کو قبول کرنا ہوگی ورنہ مجھے سخت تکلیف رہے گی۔ اور قاسِمِ شیرینی (شیرینی تقسیم کرنے والے) سے کہا کہ ایک آدمی کو سَیِّد صاحب کے ساتھ کردو جو اس خوان (تھال) کو مکان پر پہنچا آئے انہوں نے فوراً تعمیل کی۔ [1]

---

1 . . . حیاتِ اعلیٰ حضرت، ۱/ ۱۸۲

یقیناً سَیِّد زادے کی اس تعظیم و تکریم سے اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کے عشقِ رسول کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ تو ان کے عشقِ رسول کی ایک چھوٹی سی جھلک ہے ورنہ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے عشقِ رسول میں ڈوب کر بدمذہبوں اور گستاخانِ رسول کی سرکوبی کیلئے اپنے زورِ قلم سے جو جہاد فرمایا اور تحریریں لکھیں ان کا ایک ایک لفظ محبّتِ رسول میں ڈوبا ہوا نظر آتا ہے۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کے عشقِ رسول کے تمام پہلوؤں کو بیان ہی نہیں کیا جاسکتا۔ آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه ایک طرف تو مدحِ حبیبِ کبریا صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ واٰلہٖ وسلَّم میں حدائقِ بخشش جیسا خوبصورت نعتیہ دیوان لکھتے ہیں تو دوسری طرف اپنے علم کے بحر بیکراں سے رحمتِ عالم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ واٰلہٖ وسلَّم کی شان میں ہرزہ سرائی کرنے والوں کو دندان شکن جوابات دے کر اپنے محبوب کا دفاع کرتے ہیں۔ کبھی "اَلدَّوْلَةُ الْمَكِّيَّةُ بِالْمَادَّةِ الْغَيْبِيَّة" جیسی کتاب لکھ کر باذنِ پروردگار، غیبوں پر خبردار صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ واٰلہٖ وسلَّم کی شان وعظمت کا چرچا کرتے ہیں تو کبھی "تمہیدُ الایمان" و "حسّامُ الحرمین" جیسی کتابیں لکھ کر گستاخانِ رسول پر بجلیاں گراتے اور اُن کا قلع قمع کرتے ہیں۔ الغرض آپ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْه کی زندگی عشقِ رسول کا ایسا چراغ ہے جس کی روشنی میں عاشقانِ رسول ہمیشہ عشق ومحبت کی راہیں طے کرتے رہیں گے۔

اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(6) محبوب کے دُشمنوں سے نفرت

جس طرح محبوب کے دوستوں سے محبت کرنا محبت کی علامت ہے اسی طرح اس کے دشمنوں سے عداوت رکھنا، ان سے قطع تعلق کرنا بھی محبت کی واضح نشانی ہے، ایسا نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص کسی سے سچی محبت بھی کرے اور اس کے دشمنوں کو بھی دوست رکھے اور پھر یہ تو عام دُنیوی محبت کی علامت ہے البتہ جہاں تک تعلق ہے اس بندۂ مومن کا کہ جس کی محبت کا مرکز ہی اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کی ذات ہو تو اس کی تو شان ہی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے ہرگز ہرگز دوستی نہیں کرتا جو اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے احکامات کی مخالفت کریں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ

ترجمۂ کنزالایمان: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کُنبے والے ہوں۔

(پ۲۸، المجادلۃ: ۲۲)

صدرُ الاُفَاضِل حضرت علّامہ مولانا سیِّد محمد نعیمُ الدین مُراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی اس آیتِ مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں کہ مومنین سے یہ ہو ہی نہیں سکتا اور ان کی یہ شان ہی نہیں اور ایمان اس کو گوارا ہی نہیں کرتا کہ خدا اور رسول کے دشمن سے دوستی کرے۔ مزید فرماتے ہیں: اس آیت سے معلوم ہوا کہ بددینوں

اور بد مذہبوں اور خدا و رسول (عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم) کی شان میں گستاخی اور بے ادبی کرنے والوں سے مَوَدَّت و اِخْتِلَاط (محبّت و میل جول رکھنا) جائز نہیں۔ چنانچہ حضرت سَیِّدُنا ابوعُبَیدَہ بن جَرَّاح (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے جنگِ اُحد میں اپنے باپ کو قتل کیا اور حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے روزِ بدر اپنے بیٹے عبدُ الرحمٰن کو مُبَارَزَت (لڑائی) کے لئے طلب کیا لیکن رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں اس جنگ کی اجازت نہ دی اور مُصْعَب بن عُمَیر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) نے اپنے بھائی عبد اللہ بن عُمیر کو قتل کیا اور حضرت عمر بن خطاب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے اپنے ماموں عاص بن ہِشام بن مُغیرہ کو روزِ بدر قتل کیا اور حضرت علی بن ابی طالب و حمزہ و ابو عبیدہ (رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن) نے ربیعہ کے بیٹوں عتبہ اور شیبہ کو اور ولید بن عتبہ کو بدر میں قتل کیا جو ان کے رشتہ دار تھے، خدا اور رسول پر ایمان لانے والوں کو قرابت اور رشتہ داری کا کیا پاس۔ [1]

ان کے دشمن کو اگر تو نے نہ سمجھا دشمن — وہ قیامت میں کریں گے نہ رفاقت تیری
ان کے دشمن کا جو دشمن نہیں سچ کہتا ہوں — دعویٰ بے اصل ہے جھوٹی ہے محبت تیری
بلکہ ایمان کی پوچھے تو ہے ایمان یہی — ان سے عشق ان کے عدو سے ہو عداوت تیری

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! حقیقت یہ ہے کہ عاشقانِ رسول کیلئے صرف یہی بات کافی نہیں کہ رسولِ پاک، صاحِبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کے دشمنوں کو دشمن جانیں بلکہ ان سے دشمنی کے ساتھ ساتھ ان کی تہذیب اور رسم و

1...خزائن العرفان، پ ۲۸، المجادلۃ، تحت الآیۃ: ۲۲ بتصرف

رواج سے بھی کنارہ کشی اختیار کرنا لازمی ہے۔ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے طرزِ عمل سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ انہوں نے ہر اس چیز کو ٹھوکر مار دی جسے محبوبِ دو جہان سرورِ عالمیان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم نے ناپسند کیا تھا۔ مگر افسوس! آج کل کے مسلمانوں کو نہ جانے کیا ہو گیا ہے کہ وہ اپنے محبوب آقا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم کے دشمنوں کے طور طریقوں پر عمل کرنا باعِثِ فخر سمجھتے ہیں۔ ذرا سوچئے! عشقِ رسول کے دعویدار آخر کس رَوِش پر چل پڑے ہیں؟ ناموسِ رسالت کے رکھوالے دن بہ دن فرنگی تہذیب کی بد تہذیبی میں کیوں رنگتے چلے جارہے ہیں؟ جو لوگ ہمارے پیارے نبی، مکی مدنی آقا صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں ہم انہی کے متوالے کیوں بنتے جارہے ہیں، دُخترانِ اسلام نے حیا کی چادر کیوں اتار پھینکی؟ نوجوانانِ اسلام کی نگاہوں سے حیا کیوں رُخصت ہو گئی؟ اپنے آپ کو غلامانِ مصطفٰے کہلانے والے سیرتِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم اپنانے کے بجائے دُشمنانِ مصطفٰے کے طور طریقوں پر کیوں عمل پیرا ہیں؟ کیا یہی ہے ہماری محبت؟ کیا عاشقِ صادق بھی محبوب کی راہوں پر چلنے سے شرماتا ہے؟ نہیں نہیں ہر گز نہیں، ارے یہی راہیں تو اس کے لئے سرمایۂ حیات ہیں لٰہذا ہوش میں آیئے، گفتار کے نہیں کردار کے غازی بن کر دکھایئے، غیروں کی محبت دل سے مٹایئے اور اُس ذات کی حقیقی مَحبّت دل میں بسایئے جس کے نور نے دنیا کے اندھیروں میں اُجالا کر دیا، بس حضرت محمد مصطفٰے صَلَّی اللّٰہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ہو جایئے ساری

دُنیا آپ کی ہو جائے گی۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

کی محمد سے وفا تونے توہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس پر فتن دور میں تبلیغِ قرآن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی ہمارے لئے ایک عظیم نعمت ہے جس کی برکت سے ہم اپنے تاریک دلوں میں عشقِ مصطفٰی کی شمع جلاسکتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کی تعلیمات سے مستفیض ہونے والی دنیائے اسلام کی وہ عظیم تحریک ہے جو قرآن و سنّت کی راہ پر چلاتی، عشقِ رسول سے دلوں کو گرماتی اور صحابۂ کرام و اہلِ بیتِ عِظام رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کی محبت کے جام بھر بھر کے پلاتی ہے۔ اس مدنی و پاکیزہ ماحول کی برکت سے نہ جانے کتنے ہی بد عقیدہ لوگ اپنے باطل عقائد سے توبہ کر کے سنی صحیح العقیدہ بن گئے۔ آپ بھی اس مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ ہو جایئے۔ آیئے ترغیب و تحریص کے لئے ایک مَدَنی بہار مُلاحظہ کیجئے۔

بد عقیدگی سے توبہ

تحصیل پھالیہ (پنجاب، پاکستان) کے مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے سے قبل بد مذہبوں کی صحبت میسر تھی، جس کی نحوست سے تعظیمِ انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور محبتِ اولیائے

عظام رَحِمَهُمُ اللّٰہُ السَّلَام کی حلاوت سے محروم تھا۔ عاشقانِ رسول اور غلامانِ اولیاء سے اس قدر نفرت تھی کہ میرے چچاجان جو کہ اہلسنّت وجماعت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول سے وابستہ تھے جب کبھی وہ ہمارے گھر آتے تو میرے اندر نفرت کی آگ بھڑک اٹھتی، انہیں حقارت بھری نظروں سے گھورتا اور ان سے بات چیت کرنا بھی گوارا نہ کرتا۔ شاید اسی طرح میری زندگی کی شام ہو جاتی اور کل بروز قیامت حسرت وندامت کا سامنا کرنا پڑتا مگر مجھ پر میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا کرم ہوا اور کسی کام کے سلسلے میں مرکز الاولیا (لاہور) چچاجان کے گھر جانا ہوا۔ ایک دن انہوں نے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں شرکت کا کہا، نہ چاہتے ہوئے بھی میں انہیں منع نہ کر سکا اور اجتماع میں شریک ہو گیا، مگر یہاں بھی میری آنکھوں پر بندھی نفرت وعداوت کی پٹی نہ کھل سکی۔ قسمت میں چونکہ بدمذہبوں کے چنگل سے چھٹکارا اور عاشقانِ رسول کی صحبت لکھی ہوئی تھی اس لئے ایک دن مدنی ماحول سے وابستہ ایک اسلامی بھائی سے ملاقات ہو گئی، انہوں نے انتہائی شفقت بھرے انداز میں مجھ پر انفرادی کوشش کی اور مجھے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کی ترغیب دلائی، نہ جانے ان کی باتوں میں کیا اثر تھا کہ میں نے ہاتھوں ہاتھ تیس دن کے مدنی قافلے میں سفر کی نہ صرف ہامی بھر لی بلکہ مدنی قافلے کا مسافر بھی بن گیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ عاشقانِ رسول کا قرب تو کیا ملا میری زندگی کا ڈھنگ ہی بدل گیا، پر سوز بیانات اور پیاری پیاری نعتیں اور میٹھی میٹھی سنّتیں سیکھنے سکھانے کے مدنی حلقوں نے تو میری سوچ کا محور ہی بدل دیا، دل میں حُبِّ خدا اور عشقِ مصطفٰے کی شمع روشن

ہو گئی اور مجھے ایک قلبی سکون ملنے لگا، آنکھوں پر بندھی بغض وعداوت کی پٹی کھل گئی اور دعوتِ اسلامی سے نفرت محبت میں بدل گئی۔ سر پر عمامہ شریف کا تاج سجالیا اور شیخِ طریقت امیرِ اہلسنّت دَامَتْ بَرَکاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے مرید ہو کر آپ کے دامنِ کرم سے وابستہ ہو گیا۔ مدنی قافلے سے واپسی پر میں نے بدمذہبوں سے میل جول ختم کر لیا اور اپنا ظاہر و باطن مزید ستھرا کرنے کے لئے تربیتی کورس میں داخلہ لے لیا۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہم سب کو پیارے پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلہٖ وسلَّم سے سچی مَحبّت کرنے اور ان کی سُنّتیں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ماخذومراجع

***	قرآن پاک	کلام باری تعالیٰ	***
نمبر شمار	کتاب	مصنف / مؤلف / متوفی	مطبوعہ
1	ترجمہ کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی ۱۴۳۲ھ
2	خزائن العرفان	صدرالافاضل سیّد نعیم الدین مرادآبادی متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
3	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی متوفی ۷۴۱ھ	المطبعۃ المیمنیہ، مصر
4	صحیح البخاری	امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۹ھ
5	صحیح مسلم	امام مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری متوفی ۲۶۱ھ	دار ابن حزم ۱۴۱۹ھ
6	سنن الترمذی	امام محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ
7	سنن ابی داود	امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی، بیروت
8	سنن النسائی	امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۶ھ
9	المسند	امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ

10	المستدرک علی الصحیحین	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ	دار المعرفہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
11	تاریخ دمشق	علامہ علی بن حسن متوفی ۵۷۱ھ	دار الفکر، بیروت ۱۴۱۵ھ
12	کنز العمال	علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ
13	جمع الجوامع	امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ ۱۴۲۱ھ
14	مشکاۃ المصابیح	علامہ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
15	الشفا بتعریف حقوق المصطفی	القاضی ابو الفضل عیاض مالکی متوفی ۵۴۴ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند ۱۴۲۳ھ
16	دلائل النبوۃ	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی متوفی ۴۵۸ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
17	الطبقات الکبریٰ	محمد بن سعد بن منیع ہاشمی متوفی ۲۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
18	الخصائص الکبری	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
19	شرح الزرقانی علی المواھب	محمد زرقانی بن عبد الباقی بن یوسف متوفی ۱۱۲۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
20	وسائل الوصول الی شمائل الرسول	امام یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ	دار المنہاج بیروت ۱۴۲۳ھ
21	الریاض النضرۃ	امام شیخ ابو جعفر احمد طبری متوفی ۶۹۴ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت
22	الکامل فی التاریخ	ابو الحسن علی بن محمد بن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ	مکتبۃ الآداب، قاہرہ مصر
23	الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ	امام الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۵ھ
24	جذب القلوب	شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	النوریہ الرضویہ پبلشنگ کمپنی لاہور
25	فتاوی رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
26	سیرتِ مصطفٰے	مولانا عبد المصطفیٰ اعظمی	مکتبۃ المدینہ، کراچی
27	تعظیمِ نبی	فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی متوفی ۱۴۲۲ھ	مصطفیٰ فاؤنڈیشن لاہور
28	حیاتِ اعلیٰ حضرت	ملک العلماء ظفر الدین بہاری متوفی ۱۳۸۲ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
29	فیضانِ صدیق اکبر	المدینۃ العلمیہ شعبہ فیضانِ صحابہ واہل بیت	مکتبۃ المدینہ، کراچی
30	حدائقِ بخشش	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
31	ذوقِ نعت	شہنشاہِ سخن مولانا حسن رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ	ضیاء الدین پبلیکیشنز کراچی

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
دُرود شریف کی فضیلت	1	(4) زُہد و تقویٰ	28
آزادی ٹھکرانے والا غلام	1	(5) شفقت و رحم دلی	30
شمعِ رسالت کے پروانے	4	(6) حُسنِ اَخلاق	31
مَحبّتِ رسول اصلِ ایمان ہے	5	مَحبّت کی علامات	33
مَحبّتِ رسول خونی رشتوں سے بڑھ کر ہے	7	(1) اطاعت واتباع	33
سَیِّدُنا صدّیق اکبر عاشقِ اکبر ہیں	9	اتباعِ رسول اور امیرِ اہلسنّت	35
صدّیق کیلئے ہے خدا اور رسول بس	11	(2) تعظیم و تکریم	37
فاروقِ اعظم کا عشقِ رسول	14	(3) کثرتِ ذکر	39
آستینوں کو چھری سے کاٹ لیا	14	(4) شوقِ دیدار	41
آقا سے پہلے طواف نہ کیا	16	(5) محبوب کے دوستوں سے مَحبّت	42
آقا کا نام نہیں مٹاؤں گا	18	ساداتِ کرام سے عقیدت کی وجہ	44
غزوۂ اُحد کے جانثار صحابہ	20	سادات کے لئے دو گُنا حصہ	45
مَحبّت کے اسباب	22	(6) محبوب کے دُشمنوں سے نفرت	47
(1) حُسن وجمال	23	بدعقیدگی سے توبہ	50
(2) علم	25	ماخذومراجع	52
(3) جُود وسَخا	27	❀ ❀ ❀	

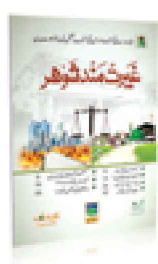
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قراٰن و سنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جمعرات مغرب کی نماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کیلئے اچھی اچھی نیّتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے۔ عاشقانِ رسول کے مَدَنی قافلوں میں بہ نیّتِ ثواب سنّتوں کی تربیت کیلئے سفر اور روزانہ فکرِ مدینہ کے ذریعے مَدَنی انعامات کا رسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کُڑھنے کا ذہن بنے گا۔

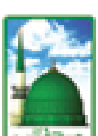
ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی انعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ











ISBN 978-969-631-477-6

0125191

MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net